فقہ الزکاۃ

مسائل عشر

(فقہ حنفی کی روشنی میں)

مولانا عبدالرشید استاد فقہ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اسلام انسانی فطرت کو براہ راست اللہ کی بندگی پر قائم رکھنے کا ضابطہ کار ہے اور انسانی فطرت کی داخلی کمزوریوں کو حکمت کے ساتھ درست کرنے اور خارجی اجتماعی مصالح کو توازن کے ساتھ عدل پر قائم کرنے والا نظام زندگی ہے۔

انسانی زندگی میں بہت سے عوامل میں مال کو بہت بڑا دخل ہے کہ وہ سامان زیست کی فراہمی اور نفس انسانی کی آسائش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس لئے انسانی نفس کے دو بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ مال کو بھی قرار دیا گیا ہے فتنہ ایک کیفیت ہے جو انسان کو عدل واعتدال سے ہٹا کر کسی خاص سمت میں جھکا دیتی ہے اور انسانی اس کیفیت سے زیر اثر انصاف اور توازن سے ہٹ جاتا ہے۔ عدل اور توازن سے ہٹتے ہی انسان کا اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بے شمار دوسرے حقداروں سے تصادم شروع ہو جاتا ہے اور اس تصادم کا بڑھ جانا ہی معاشرے کے مجموعی مزاج کو شر سے قریب اور خیر سے دور کر دیتا ہے۔ اسلام خارجی طور پر احکام وضوابط داخلی طور پر نفسانی کیفیات کی درستی کے ذریعے انسانی معاشرے کے توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مال کی منصفانہ تقسیم کی مختلف تدابیر کامیاب کوششوں میں سے ایک نہایت درجہ اہم کوشش ہے۔ مال کی غیر متوازن تقسیم سے انسانوں کی معاشرتی درجہ بندی کا توازن بگڑتا ہے۔ مساوات کی جگہ طبقات وجود میں آتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارہ کی جگہ بغض وحسد پرورش پاتے ہیں اور معاشرے اخوت اور تعاون سے ہٹ کر مصیبت اور استحصال کی زد میں آجاتا ہے۔ اس کیفیت کے پیدا ہوتے ہی معاشرتی جرائم میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسلام نے اس سلسلے میں جو تدابیر اصلاح اختیار کی ہیں اُن میں مال ِتقسیم کو متوازن بنانے اور دل کی جلن کو کم کرنے کی تدابیر کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ عشر جو زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے۔ انہیں تدابیروں میں سے ایک مؤثر تدابیر ہے۔ یعنی اللہ کی زمین میں سے جو کچھ کسی شخص کی محنت اور خرچ سے اُگتا ہے اس میں سے دسواں حصہ اُن لوگوں کے لئے نکالا جائے جو محروم اور حاجت مند ہیں۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق مال یا سامان زیست نہیں رکھتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں اسی تدبیر کے تمام مسائل پر فقہ حنفی کی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی گئی ہے امید ہے قارئین حظ وافر حاصل کر لیں (ادارہ)

زمین اور پیداوار کی زکوٰۃ:۔

جس طرح شریعت نے مال تجارت، سونے چاندی، نقد رقم اور سائمہ (سائمہ جانوروں سے مراد وہ جانور ہیں جو سال کا اکثر حصہ آزاد چراگاہوں میں چر کر گذارہ کرتے ہوں ردالمحتار ص ۲۷۵ ج ۱) جانوروں پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض قرار دی ہے، اسی طرح زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ عائد کی ہے۔ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہی کو عشر کہا جاتا ہے۔ (۲)

وجہ تسمیہ:۔ ''عشر'' کا معنی ہے۔ ''دسواں حصہ'' چونکہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کی مقدار عام حالات میں کل پیداوار کا دسواں حصہ ہے اس کا بیسواں حصہ (نصف عشر) ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن اصطلاح فقہاء میں اسے بھی عشر ہی کہا جاتا ہے۔ (۳)

زکوٰۃ اور عشر کا فرق :۔

عام اموال کی زکوٰۃ خالص عبادت ہے۔ اس میں حیثیت عبادت کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے جبکہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ یعنی عشر میں حیثیت عبادت کے ساتھ ساتھ ضمنی طور پر ٹیکس کی حیثیت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔(۴) یہی وجہ ہے۔ عشر نابالغ اور مجنون کی زمین کی پیداوار پر بھی عائد ہوتا ہے بلکہ موقوفہ زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے جبکہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔۵ نیز اسی لئے صاحب زکوٰۃ ادا کئے بغیر انتقال کر جائے تو اس کے مال میں زکوٰۃ نہیں نکالی جائے گی لیکن اس کے برعکس اگر صاحب عشر، عشر ادا کئے بغیر انتقال کر جائے اور وہ پیداوار موجود ہو تو اس میں سے عشر وصول کیا جائے گا(۶)

وجوب عشر کی شرائط:۔ پہلی شرط مسلمان ہونا، لہٰذا ابتداء عشر صرف مسلمان پر ہی عائد ہوگا۔ البتہ اگر کسی مسلمان سے کسی کافر نے وہ عشری زمین خرید لی اور اس کافر نے اس پر قبضہ کرلیا تو وہ کافر حسب سابق عشر ادا کرے گا یا خراج ؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ کافر خراج ادا کرے گا عشر نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ کافر ڈبل عشر یعنی خمس (۱/۵ حصہ) ادا کرے گا۔ امام محمدؒ کے نزدیک حسب سابق عشر ہی ادا کرے گا۔ اگر چہ ان دونوں ائمہ کے نزدیک یہ نام کا عشر مصارف خراج میں صرف کیا جائے گا مصارف عشر میں نہیں۔ امام محمدؒ سے ایک روایت مصارف عشر میں خرچ کرنے کی بھی ہے۔(۷)

دوسری شرط:۔ وجوب عشر کی دوسری شرط دارالاسلام میں ہونا یا دارالحرب میں ہوتے ہوئے فرضیت عشر کا علم ہونا ہے۔ لہٰذا دارالحرب میں رہنے والے کسی مسلمان کو اگر فرضیت عشر کا علم نہیں تو اس پر ادائیگی عشر بھی فرض نہیں ہے۔(۸)

تیسری شرط:۔ وجوب عشر کی تیسری شرط پیداوار کا وجود ہے لہٰذا عشری زمین میں اگر پیداوار نہیں ہوتی تو ایسی زمین پر وعشر لاگو نہیں ہوگا۔(۹) اگر چہ پیداوار نہ ہونے کی سبب کوئی قدرتی سبب نہ ہو بلکہ مالک کی اپنی لاپروائی اور غفلت ہی اس کا باعث ہو مثلاً اس نے کاشت ہی نہیں کی یا کاشت کے بعد اس کی نگرانی اور حفاظت نہیں کی۔(۱۰)

چوتھی شرط:۔ وہ پیداوار ایسی ہو کہ عادۃً اس کو پیدا کرنے اور اگانے کا رواج ہو اور اسے کاشت کر کے اس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ لہٰذا بے کار اور خودرو قسم کی گھاس اور درخت وغیرہ میں عشر نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر قصداً گھاس اور بانس وغیرہ اگائے جائیں تو ان میں عشر ہوگا(۱۱)

پانچویں شرط:۔ وجوب عشر کی پانچویں شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو۔ خراجی زمین، میں خراج ہی واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی ایک زمین پر عشر وخراج دونوں اکٹھے لاگو نہیں ہوتے (۱۲)

عشری زمینیں:۔

(۱) عرب کی ساری زمین عشری ہے۔ عرب کی زمین عذیب سے مکہ تک اور عدن سے منتہائے حجر تک کہلاتی ہے۔ جس میں تہامہ، حجاز، مکہ، یمن، طائف، عمان اور بحرین شامل ہیں۔(۱۳)(۲) جو علاقے بطور صلح فتح ہوئے اور وہاں کے باشندے مسلمان ہو گئے تو ان

مسلمانوں کی زمینیں بدستوران کی ملکیت میں رہیں گی اوران پرعشرواجب ہوگا(۱۴)(۳)وہ علاقے جو بزورشمشیر فتح ہوئے اوران کی زمینوں کو مال غنیمت قرار دے کرشرعی اصول کے مطابق مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا ہو۔ایسی زمینیں عشری قرار پائیں گی (۱۵)(۴)مسلمان کا رہائشی مکان جب وہ اسے گرا کر قابل کاشت بنا ڈالے،اگر صرف عشری پانی سے سیراب کیا جائے تو اسے بھی عشری زمین قرار دیا جائے گا،(۱۶)(۵)وہ بنجر بے آباد غیر مملوکہ زمینیں جنہیں کسی مسلمان نے باقاعدہ اسلامی حکومت کی اجازت سے آباد کیا ہے،ان کی حیثیت کے تعین میں اختلاف ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگران کوعشری پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔تو ایسی زمینیں عشری کہلائیں گی اور اگر خراجی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تو خراجی۔امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسی زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کا دارومدار قرب وجوار کی زمینوں پر ہے۔اگر گردونواح کی زمینیں عشری ہیں تو یہ آباد کردہ زمینیں بھی عشری قرار دی جائیں گی۔اور اگر گردونواح کی زمینیں خراجی ہیں توان کو بھی خراجی ہی سمجھا جائے گا۔اور اگر عشری وخراجی زمینوں کے بالکل بیچ میں ہوتو بھی وہ زمین عشری ہوگی۔امام ابو یوسفؒ کے قول پرفتویٰ ہے۔(۱۷)

عشری پانی:۔

بارش کا پانی،کنوں کا پانی،قدرتی چشموں کا پانی اوران بڑے بڑے دریاؤں،ندیوں کا پانی جوقدرتی طور پر جاری ہیں اوران کو جاری کرنے میں لوگوں کے عمل کو دخل نہیں ہے۔اور نہ عادۃً کسی کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔مثلاً سیحون جیحون،دجلہ فرات۔دریائے نیل،گنگا وجمنا اور پنجاب کے بڑے دریا وغیرہ۔

خراجی پانی:۔

ان چھوٹی نہروں اور چشموں وغیرہ کا پانی جنہیں کسی جماعت یا فرد نے اپنی محنت اور خرچ کے ذریعہ نکالا ہے۔خواہ ایسی نہریں اور چشمے وغیرہ فتح اسلامی سے بیشتر کے ہوں یا فتح اسلامی کے بعد بیت المال کے خرچ سے نکالے گئے ہوں۔ان کا پانی خراجی ہوگا۔(۱۹)

تنبیہ:۔یادرہے کہ عشری اور خراجی پانی کا اعتبار صرف نمبر۴و۵ میں ذکر کی گئی زمینوں میں ہی ہوگا۔زمینوں کی پہلی تین قسمیں بہرحال عشری ہی ہیں۔(۲۰)

نصاب کے شرط ہونے میں اختلاف:۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وجوب عشر کے لئے کوئی نصاب شرط نہیں لہذا پیداوار کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو،عشر اس میں بہرحال واجب ہوگا۔البتہ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نصاب شرط ہے۔اس نصاب میں قدرے تفصیل ہے:۱۔مکیلی اشیاء(یعنی وہ چیزیں جنہیں ناپ کر بیچا اور خریدا جاتا ہے)کا نصاب پانچ وسق یعنی تین سو صاع ہے۔جس کا اندازہ تول کے موجودہ پیمانوں کے ذریعہ ۹۴۸ کلوگرام کیا گیا ہے۔۲۔غیر مکیلی اشیاء جیسے روئی اور زعفران وغیرہ کا نصاب امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اتنی مقدار ہے کہ اس کی قیمت

مکیلی اشیاء میں سب سے کم قیمت چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے۔اور امام محمدؒ کے نزدیک ایسی اشیاء کا نصاب یہ ہے کہ ان چیزوں کا اندازہ کرنے کے لئے جو سب سے بڑا معیار ہے وہ جب پانچ کی تعداد تک پہنچ جائے تو اس پر عشر ادا کرنا واجب ہو جائے گا اس سے کم میں نہیں۔شہد بھی چونکہ غیر مکیلی اشیاء میں شامل ہے اس لئے اس کا نصاب امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کے اصول کے مطابق یہ ہے کہ شہد کی قیمت ،مکیلی اشیاء کی سب سے کم قیمت چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے۔اور امام محمدؒ کے نزدیک ان کے اصول کے مطابق شہد کے اندازہ کرنے کے لئے چونکہ سب سے بڑا پیمانہ "فرق" ہے اس لیے پانچ "فرق" شہد کا نصاب ہے۔ایک "فرق"،۳۶رطل کا ہوتا ہے۔(۲۱) فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے لہٰذا پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ عشر بہر حال نکالنا واجب ہے۔(۲۲)

پیداوار کے ایک سال تک باقی رہنے کی شرط میں اختلاف:۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وجوب عشر کے لئے پیداوار کے ایک سال تک باقی رہنے کی شرط نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سبزیوں ،لکڑیوں ،کھیروں ،پیاز ،لہسن وغیرہ ہر قسم کی پیداوار پر عشر واجب ہے۔لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک وجوب عشر کے لئے یہ شرط ہے کہ پیداوار بلا کسی زیادہ تکلف کے ایک سال تک باقی رہ سکے۔اسی بناء پر عام سبزیوں وغیرہ میں ان کے نزدیک عشر نہیں ہے۔(۲۳) انگور چونکہ کشمش کی صورت میں سال تک باقی رکھا جاتا ہے اس لئے اس میں عشر واجب ہوگا۔اسی طرح زیرہ ،دھنیا ،رائی ،گناہ ،بادام ،اخروٹ ،پستہ وغیرہ جنہیں خشک صورت میں باقی رکھنے کا عام دستور ہے ،ایسی تمام چیزوں میں امام محمد اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی بالاتفاق عشر ہے۔امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان تمام پھلوں میں عشر ہے جنہیں خشک کر کے باقی رکھا جا سکتا ہو اور خشک ہونے کے بعد وہ نصاب کو پہنچ جاتے ہوں جیسے انجیر ،آلو بخارا ،امرود ،شفتالو ،سیب ، مشمش ،نبق ،توت ،کیلا وغیرہ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک چونکہ ان اشیاء کو عام طور پر خشک وغیرہ کر کے باقی رکھنے کی عادت نہیں اور عام طور پر ایسا کیا نہیں جاتا اس لئے ان پر عشر نہیں ہوگا امام محمدؒ سے یہ روایت بھی ہے کہ پیاز چونکہ سال تک باقی رہتا ہے لہٰذا اس میں عشر ہے۔(۲۴)

تکمیل نصاب:۔

تکمیل نصاب کی ضرورت دو مقام پر پڑتی ہے:ا۔کسی شخص کی دو یا دو سے زائد علاقوں اور دیہاتوں میں زمینیں ہیں۔اور کسی بھی زمین کی پیداوار نصاب کو نہیں پہنچتی۔تو کیا ان مختلف زمینوں کی پیداوار ملا کر نصاب مکمل کیا جائیگا یا نہیں؟۲۔ایک ہی زمین میں مختلف قسم کی پیداوار ہوئی اور ان میں سے کوئی بھی نصاب عشر کو نہیں پہنچتی ،تو کیا تکمیل نصاب کی خاطر مختلف پیداواروں کو ملایا جائے گا یا نہیں؟ پہلی صورت میں مختلف زمینوں کی پیداوار کو ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا۔اور ادا کرنا ضروری۔البتہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حکومت کی طرف سے وصولی عشر کے لئے مقرر کردہ عامل اگر ان مختلف زمینوں کا ایک ہی ہے تو اسے مطالبہ عشر کا بھی حق حاصل ہے اور اگر عامل مختلف ہیں اور ہر ایک کے زیر اختیار آنے والی زمین کی پیداوار نصاب عشر کو نہیں پہنچتی تو ایسی صورت میں عامل کو مطالبہ عشر کا حق حاصل نہیں ہوگا۔لیکن

چونکہ آپس میں ضم کردینے کے باعث مالک کی ملک میں بقدر نصاب پیداوار جمع ہو چکی ہے۔ اس لئے مالک پر از خود عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔ رہی یہ بات کہ پیداوار کی مختلف جنسوں کو بھی تکمیل نصاب کی خاطر آپس میں ضم کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب ابھی دوسری صورت کے ذیل میں آرہا ہے۔ دوسری صورت میں مختلف قسم کی پیداوار کو تکمیل نصاب کی خاطر آپس میں ضم کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے۔ کہ جنس کو دوسری جنس کے ساتھ تکمیل نصاب کے لئے نہیں ملایا جائے گا۔ امام محمدؒ کے نزدیک اگر اس مختلف پیداوار کا اختلاف ایسا ہے کہ جس کے باعث اس کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا ناجائز ہے تو ایسی مختلف پیداوار کو تکمیل نصاب کے لئے آپس میں ضم کیا جائے گا۔ مثلاً سفید گندم اور سرخ گندم اور اگر ایسا اختلاف ہے کہ ان کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے تو ایسی مختلف پیداوار کو تکمیل نصاب کے لئے آپس میں ضم نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر جنس علیحدہ علیحدہ دیکھا جائے گا اگر نصاب کو پہنچے تو عشر واجب ورنہ نہیں۔ (۲۵)

عاقل بالغ ہونا شرط نہیں:۔

وجوب عشر کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نابالغ اور مجنون کی زمین پر بھی عشر واجب ہے۔ (۲۶)

زمین کی ملکیت بھی شرط نہیں:۔ وجوب عشر کے لئے پیداوار کی ملکیت کافی ہے زمین کی ملکیت شرط نہیں اس لئے وقف شدہ زمینوں کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان نے زمین عاریۃً لے لی اور اس میں کاشت کی تو اس کا عشر عاریت پر لینے والا شخص پیداوار کا مالک ہونے کی بناء پر ادا کرے گا عاریت پر دینے والے شخص (مستعیر) کے ذمہ اس کا عشر نہیں ہے۔ اگر چہ وہ زمین کا مالک ہے۔ اسی طرح اگر زمین بٹائی پر دی یعنی پیداوار کا ایک معین حصہ مالک کا اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا تو مالک و کاشتکار میں سے ہر شخص اپنے حصہ کا عشر ادا کرے گا۔ ۲۷) اسی طرح اگر زمین کرایہ پر لینے والے (مستاجر) نے اس میں زراعت کی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کرایہ پر دینے والے شخص (موٴجر) نے اجرت اتنی لی ہے کہ مستاجر کے پاس بہت کم بچا ہے تو ایسی صورت میں عشر موٴجر کے ذمہ ہو گا۔ اور اگر موجر اجرت کم لے تو عشر مستاجر کے ذمہ ہوگا۔ چونکہ ہمارے علاقوں میں اجرت کم لی جاتی ہے اس لئے اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ عشر مستاجر کے ذمہ ہے۔ (۲۸)

سال گذرنا بھی شرط نہیں:۔

زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لئے جس طرح مال زکوٰۃ پر سال گذرنا شرط ہے اس طرح وجوب عشر کے لئے عشری پیداوار پر سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ اسی لئے پیداوار ہوتے ہی عشر واجب ہوگا اور سال میں جتنی بار فصل ہوگی ہر بار عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔ (۲۹)

کھیتی کاٹنے اور پھل اتارنے سے پہلے عشر ادا کرنا:۔

زراعت یعنی، بیج ڈالنے اور درختوں کو پھل لگنے سے پہلے عشر ادا کرنا صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے ایسا کیا تو اسے دوبارہ عشر ادا کرنا

پڑے گا۔ اور اگر کھیتی کے اگ جانے کے بعد اور پھل آجانے کے بعد عشر ادا کیا تو عشر ادا ہو جائے گا۔ اور اگر بیج ڈالنے کے بعد اور اُگنے سے پہلے عشر ادا کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک ناجائز ہے۔ (۳۰)

عشر کی مقدار:۔ جن زمینوں کی سیرابی میں محنت یا خرچ کرنا پڑتا ہو مثلاً چاہی زمینیں یا وہ نہری زمینیں جن کے پانی کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے یا دور دراز جگہوں سے اونٹوں وغیرہ پر پانی لا کر زمین کو سیراب کیا جائے تو ایسی صورت میں پیداوار کا ۱/۲۰ حصہ نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔

بارانی زمینیں جنہیں بلا قیمت و بلا محنت پانی میسر آجاتا ہو، ان کی پیداوار کا دسواں (۱/۱۰) حصہ یعنی پورا عشر ادا کرنا ہوگا۔ جن زمینوں کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو تو اکثر کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اس فصل میں بارش کا پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو ۱/۱۰ حصہ یعنی عشر ادا کرنا ہوگا۔ اور نہری پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو ۱/۲۰ حصہ نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔ (۳۱) اور اگر کسی زمین کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو اور دونوں طرح کے پانیوں کا استعمال برابر ہو تو اگرچہ ایک قول کے مطابق نصف عشر یعنی ۱/۲۰ حصہ ادا کرنا ہوگا لیکن دوسرے قول کے مطابق محتاط طریقہ یہ ہے کہ آدھی پیداوار کا عشر یعنی ۱/۱۰ حصہ اور آدھی پیداوار کا نصف عشر یعنی ۱/۲۰ حصہ ادا کرے۔ گویا عشر کا ۳/۴ حصہ ادا کرے۔ (۳۲)

اگر عشری زمین "تغلبی" ("بنو تغلب" عرب عیسائیوں کا ایک قبیلہ تھا جو روم کی سرحد کے قریب آباد تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان پر جزیہ مقرر کرنا چاہا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عرب قوم ہیں، اور جزیہ کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر آپ ہم سے وہی وصولی کریں جو مسلمانوں سے وصولی کرتے ہیں۔ (عشر وغیرہ) تو ہم آپ کو مسلمانوں سے دوگنا دے دیں گے۔ چنانچہ اسی پر ان سے معاہدہ ہو گیا۔ بھی منہا نہیں کئے جائیں گے بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کرنا ہوگا)۔ عیسائی کے پاس ہو تو اس سے عشر کا دوگنا یعنی ۱/۵ حصہ لیا جائے گا۔ خواہ "تغلبی" عیسائی مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا بچہ۔ نیز "تغلبی" عیسائی سے اگر غیر "تغلبی" ذمی نے وہ زمین خرید لی تو غیر "تغلبی" ذمی کو بھی عشر کا دوگنا یعنی ۱/۵ حصہ ادا کرنا ہوگا۔

"تغلبی" اگر مسلمان ہو جائے یا کوئی مسلمان اس سے زمین خرید لے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک حسب سابق یہ لوگ عشر کا دوگنا ادا کریں گے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اب یہ لوگ عشر ادا کریں گے اور عشر کا دوگنا ادا کرنے کا حکم اب ساقط ہو جائے گا۔

"تغلبی" نے اگر عشری زمین کسی مسلمان سے خریدی تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک "تغلبی" عشر کا دوگنا ادا کرے گا۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک بدستور سابق عشر ہی ادا کرے گا۔ (۳۳)

قرض اور خرچ منہا نہیں کیا جائے گا:۔

اگر مالک پیداوار مقروض ہو تو قرض کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح کھیتی کے اخراجات اور بیج وغیرہ (شرح زیادات الزیادات للسرخسی والعتابی ص ۱۱۲) (۳۴)

وجوب عشر کا وقت:۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھیتی کے زمین سے نکلنے اور درختوں پر پھل کے ظاہر ہو جانے اور قابل انتفاع ہو جانے کا وقت ہی وجوب عشر کا وقت ہے۔امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کھیتی اور پھلوں کے پوری طرح تیار ہو جانے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔اور امام محمدؒ کے نزدیک کھیتی کو صاف اور بھوسے وغیرہ سے علیحدہ کر لینے اور پھلوں کو توڑ لینے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔لہٰذا اگر کھیتی کاٹے جانے اور پھول توڑنے جانے کے قابل ہونے سے پہلے کسی شخص نے ضائع کر دیئے تو مالک اس شخص سے تاوان وصول کر کے اس میں سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک عشر ادا کرے گا اور اگر کھیتی یا پھلوں میں سے کچھ تلف ہونے سے بچ جائے تو اس کا عشر اسی میں سے ادا کرے لیکن چونکہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ابھی وجوب عشر کا وقت ہی نہیں ہوا تھا اس لئے ان کے کھیتی اور پھلوں کے نصاب کی تکمیل میں اس پیداوار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو وجوب عشر کا وقت آنے سے پہلے ہلاک ہو چکی ہے۔لہٰذا اگر باقی ماندہ پیداوار بذات خود نصاب کو پہنچ جائے تو عشر ادا کر دیا جائے۔ورنہ نہیں۔امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جو وقت وجوب ہے اگر اس کے بعد کھیتی یا پھل از خود قدرتی طور پر ضائع ہو گئے تو ہلاک شدہ کا اگرچہ عشر ادا نہیں کیا جائے گا لیکن باقی ماندہ پیداوار اگر نصاب کو نہیں پہنچتی تو تکمیل نصاب کی خاطر ہلاک شدہ پیداوار کا اعتبار کیا جائے گا۔اس طرح اگر نصاب مکمل ہو جائے تو عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔ورنہ نہیں اور اگر وقت وجوب کے بعد کھیتی یا پھل کو مالک نے خود ضائع کیا ہے تو اس کا عشر مالک کے ذمہ واجب الاداء ہوگا۔اور اگر مالک کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کی پیداوار کو وقت وجوب کے بعد ضائع کیا ہے تو مالک اس سے تاوان لے کر اس کا عشر ادا کرے۔اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ضائع کرنے والے کی دستبرد سے بچ گیا ہے تو اس کا عشر باقی ماندہ حصے سے ادا کرے۔(۳۵)

عشر کا رکن ''تملیک'':۔

ادائیگی عشر کے لئے ''تملیک'' یعنی کسی مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے۔لہٰذا ان تمام صورتوں میں عشر ادا نہیں ہوگا۔جن میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا گیا ہو مثلاً مسجد و سرائے وغیرہ کی تعمیر اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا، کسی مردے کے کفن دفن میں خرچ کرنا، کسی فقیر میت کا قرض ادا کرنا، کسی زندہ فقیر کا قرض از خود اس کے حکم کے بغیر ادا کرنا وغیرہ۔حاکم یا کسی شخص کو عشر ادا کرنا جسے وصولی عشر کیلئے حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، بالکل درست اور صحیح ہے، کیونکہ ان کا وصول کرنا فقراء اور مستحقین کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے ہوتا ہے۔لہٰذا ان کا قبضہ مستحق کا قبضہ قرار پائے گا۔اسی طرح اگر کوئی شخص کسی نابالغ فقیر بچے یا فقیر مجنون کو عشر ادا کرتا ہے اور ان کی طرف سے ان کا باپ، دادا یا ان کا ولی یا وصی قبضہ کر لیتا ہے تو بھی عشر ادا ہو جائے گا اس لئے کہ ان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا قبضہ بعینہ فقیر بچے یا فقیر مجنون کا قبضہ سمجھا جائے گا۔اپنے اصول و فروع یعنی باپ دادا اور اولاد یا اولاد کی اولاد کو عشر ادا نہیں کیا جا سکتا۔اسی طرح شوہر اپنی بیوی کو عشر ادا نہیں کر سکتا اور امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق بیوی اپنے شوہر کو بھی عشر نہیں ادا کر سکتی البتہ امام

ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک بیوی اپنے شوہر کو ادا کر سکتی ہے لیکن فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر ہے۔ اپنے اصول و فروع کو ادا کرنے اور زوجین کے ایک دوسرے کو ادا کرنے کی صورت میں اگرچہ تملیک تو ہو جاتی ہے لیکن چونکہ ان میں بالعموم ایک دوسرے کی ملکیت سے فائدہ بکثرت اٹھایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ تملیک، تملیک مطلق نہیں ہوتی لہٰذا ان کو ادائیگی عشر صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اباحۃً کھانا کھلا دینے سے عشر ادا نہیں ہوگا۔ (۳۶)

نیت:۔

چونکہ عشر میں عبادت کی حیثیت بھی ملحوظ ہے اس لئے دیگر عبادات کی طرح ادائیگی عشر میں بھی نیت شرط ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص سے جبراً عشر لیا گیا اور وہ بذات خود ادائیگی عشر پر رضامند نہیں تھا تو ایسے شخص کو وہ اجر و ثواب نہیں ملے گا جو ادائیگی عشر پر بحیثیت عبادت ملتا ہے اگرچہ اس صورت میں بھی عشر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس میں ٹیکس کی حیثیت بھی موجود ہے۔ یہ نیت یا تو ادائیگی کے وقت ہونی چاہئے یا پھر اس وقت جبکہ کل پیداوار سے عشر کا حصہ علیحدہ کیا جائے اگرچہ بعد میں علیحدہ کردہ حصہ عشر کو ادا کرتے وقت نیت مستحضر نہ رہے۔ نیز نیت میں صاحب عشر کی نیت کا اعتبار ہوگا لہٰذا اگر کسی شخص نے عشر کا حصہ کسی مستحق تک پہنچانے کا حکم کسی کو دیا۔ لیکن پہنچانے پر مامور شخص کو مستحق حوالہ کرتے وقت نیت مستحضر نہیں رہی تو بھی عشر ادا ہو جائے گا کیونکہ ایسی صورت میں آمر کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ مأمور کی نیت کا۔ (۳۷)

حصہ عشر کی جگہ دوسری چیز کی ادائیگی:۔

پیداوار کے حصے عشر کی جگہ اس کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ نیز حصہ عشر کی جگہ اگر کوئی دوسری جنس ادا کرنا چاہے تو بھی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس دوسری جنس کی قیمت حصہ عشر کی قیمت کے برابر ہو۔ البتہ اگر حصہ عشر کی جگہ اسی جنس کی دوسری چیز ادا کرنا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱)۔ اموال ربویہ میں سے ہے۔ (۲)۔ اموال ربویہ کے علاوہ ہے۔ اگر دوسری صورت ہے تو اس میں حصہ عشر کی جگہ اسی جنس کی دوسری چیز ادا کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کی قیمت کے برابر ہو۔ پہلی صورت میں جب کہ حصہ عشر اموال ربویہ میں ہو اور اس کی جگہ اسی کی جنس سے دوسری چیز ادا کرنی ہو تو اس میں تین قول ہیں: امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قیمۃً برابر ہونا ضروری ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں جو فقراء کے لئے زیادہ نفع ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کے کھیت میں اعلیٰ قسم کی ایک ہزار من گندم پیدا ہوئی جس کا عشر وہی اعلیٰ قسم کی سو من گندم ہے۔ اب اگر کسی وجہ سے یہ شخص عشر ادا نہ کر سکا۔ اور یہ گندم اس کے پاس ختم ہوگئی۔ اب یہ شخص گھٹیا قسم کی سو من گندم بطور عشر ادا کرتا ہے جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ بنتی ہے جبکہ اس اعلیٰ قسم کی سو من گندم کی قیمت نو ہزار روپیہ تھی۔ اس صورت میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عشر ادا ہو جائے گا کیونکہ یہ حضرات ایسی حالت میں مقدار میں برابری کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن امام زفر اور امام محمدؒ کے نزدیک عشر ادا نہیں ہوگا۔ امام زفرؒ کے نزدیک تو اس لئے کہ اس ادا کردہ گندم کی قیمت

اس واجب الاداء گندم کی قیمت کے برابر نہیں اور امام محمدؒ کے نزدیک اس لئے کہ اس صورت میں قیمت کا اعتبار کرنا فقراء کے لئے زیادہ نفع ہے کیونکہ اس طرح فقراء کو یہ گھٹیا گندم ڈیڑھ سو من مل جائے گی۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی واجب الاداحصہ عشر سو من گھٹیا گندم ہو جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ ہے لیکن یہ شخص اس کی جگہ ۷۵ من اعلیٰ گندم بطور عشر ادا کرتا ہے جس کی قیمت، واجب الاداء سو من گھٹیا گندم کی قیمت کے برابر ہے۔ اس صورت میں امام زفرؒ کے نزدیک عشر ادا ہو جائے گا اس لئے کہ ادا کردہ ۷۵ من گندم کی قیمت واجب الاداسو من گندم کی قیمت کے برابر ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک عشر ادا نہیں ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو اس لئے کہ یہ ادا کردہ گندم واجب الادا گندم کی مقدار کے برابر نہیں۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس لئے کہ اس صورت میں مقدار کا اعتبار کرنا فقراء کے لئے زیادہ انفع ہے کیونکہ اس طرح فقراء کو سو من گندم مل جائے گی۔ (۳۸)

شرائط استحقاق عشر:۔

مستحق عشر ہونے کے لئے وہی شرائط ہیں۔ جو مستحق زکوٰۃ بننے کے لئے ہیں یہ شرائط پانچ ہیں۔ ا۔ محتاج ہونا: محتاج ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ ا۔ فقیر ہونا: فقیر ہونا ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس اپنی حاجات اصلیہ اور قرض سے بچا ہوا مال نصاب کو نہ پہنچے۔ ب۔ مسکین ہونا: مسکین ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ ج۔ عاملین صدقات: حکومت کی طرف سے جو لوگ زکوٰۃ وعشر وغیرہ کی وصولی کے لئے مقرر کئے گئے ہوں وہ سب عاملین صدقات کہلاتے ہیں۔ البتہ یہ لوگ غنی ہونے کی صورت میں بھی وصولی صدقات کے عمل کی اجرت کے طور پر زکوٰۃ وعشر میں سے وصولی کر سکتے ہیں۔ ذ۔ مقروض ہونا: اس سے مقروض مراد ہے کہ جس کے پاس قرض منہا کرنے کے بعد حاجات اصلیہ سے زائد اتنا مال نہ بچتا ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو۔ ھ۔ تمام وہ لوگ جو دینی خدمات اور دیگر امور خیر میں مشغول رہتے ہوں۔ اور ضرورت مند ہوں۔ و۔ وہ مسافر جو سفر میں کسی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو۔ اگر چہ بقدر نصاب مال اس کے وطن میں اس کے پاس ہو۔ ۲۔ مسلمان ہونا: لہٰذا زکوٰۃ وعشر کی رقم کسی کافر کو نہیں دی جاسکتی اگر چہ وہ کتنا ہی محتاج اور فقیر کیوں نہ ہو۔ ۳۔ بنی ہاشم میں سے نہ ہونا: زکوٰۃ وعشر کی ادائیگی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ جسے زکوٰۃ وعشر کا مال دیا جارہا ہے۔ وہ بنو ہاشم میں سے نہ ہو۔ بنو ہاشم سے مراد حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ اور حضرت حارثؓ بن عبد المطلب کی اولاد ہے۔ ۴۔ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں میں نہ ہو۔ ۵۔ زکوٰۃ وعشر ادا کرنے والے شخص اور جس کو زکوٰۃ وعشر کا مال دیا جارہا ہے۔ ان کے منافع املاک آپس میں متصل نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص زکوٰۃ وعشر کا مال اپنے والدین اور والدین کے آباؤ اجداد نیز اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نہیں دے سکتا کیونکہ عادۃً ان رشتوں میں منافع املاک آپس میں متصل ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میاں، بیوی آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ وعشر کا مال نہیں دے سکتے۔ (۳۹)

کسی شخص کی حالت تحقیق کئے بغیر اس کو عشر ادا کرنا:۔

اگر کسی شخص نے کسی کو عشر ادا کر دیا اور اسے تحقیقی طور پر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شخص مستحق ہے یا نہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں: ا۔ زکوٰۃ و عشر ادا کرتے وقت اگر اپنے اعتماد کی حد تک پورا یقین و اعتماد تھا کہ یہ شخص مستحق ہے اور اس وقت اس کے غیر مستحق ہونے کا کوئی شبہ بھی قلب میں نہ تھا۔ تو اس صورت میں یہ ادائیگی صحیح ہے اور جب تک بالیقین یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص غیر مستحق تھا وہ ادائیگی صحیح اور درست ہی قرار دی جائے گی۔ ہاں البتہ اگر بعد میں پورے وثوق کے ساتھ یہ معلوم ہو گیا کہ وہ شخص غیر مستحق تھا۔ تو اب دوبارہ ادا کرنا واجب ہو گا۔ بعد میں محض شک وشبہ پیدا ہو جانا ادائیگی سابق کو باطل نہیں کرے گا۔ ۲۔ زکوٰۃ و عشر ادا کرتے وقت ہی اگر اس کو شک وشبہ تھا کہ شاید یہ شخص مستحق نہیں ہے لیکن اس شخص نے تحقیق و تفتیش اور اعتماد پیدا کیئے بغیر اس کو زکوٰۃ و عشر کا مال دے دیا تو یہ ادائیگی صحیح نہیں ہے، دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ اگر بعد میں پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ وہ شخص مستحق تھا۔ اور میرا اس کے بارے میں شک وشبہ غلط تھا یا کم از کم ظن غالب ہی حاصل ہو گیا تو وہ ادائیگی درست قرار پائے گی۔ ۳۔ جس شخص کو زکوٰۃ و عشر ادا کیا ہے اس کے مستحق ہونے کے بارے میں شک وشبہ تھا لیکن قرائن و آثار خارجیہ کے ذریعہ کسی شخص سے اس کے بارے میں تحقیق کرنے کے بعد وہ شک وشبہ جاتا رہا پھر اس کو زکوٰۃ، عشر کا مال ادا کر دیا تو ایسی صورت میں اگر بعد میں اس کے مستحق ہونے یا مستحق نہ ہونے کے بارے میں کوئی اور بات معلوم نہ ہوئی یا اگر کچھ معلوم ہوا تو بس یہی کہ وہ شخص مستحق تھا تو بالاجماع یہ ادائیگی صحیح اور درست ہے۔ اگر بعد میں بہ تحقیق یہ معلوم ہوا کہ شخص مستحق نہیں تھا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ ادائیگی صحیح اور درست ہے، اعادہ کی حاجت نہیں لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ادائیگی صحیح نہیں ہوئی، دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (۴۰)

وجوب عشر کے بعد اس کا سقوط:۔

وجوب عشر کے بعد عشر کے ساقط ہونے کی تین صورتیں ہیں: ا۔ مالک کی تعدی و کوتاہی کے بغیر پیداوار کا ہلاک ہو جانا۔ اگر کل پیداوار ہلاک ہو گئی تو کل عشر ساقط ہو گیا اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ہلاک ہوا تو اس کا عشر ساقط ہو گیا۔ باقی ماندہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کا عشر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ادا کرنا ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر باقی ماندہ حصہ نصاب کو پہنچتا ہو یا ہلاک شدہ حصے کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہو تو باقی ماندہ حصے کا عشر ادا کرنا ہو گا ورنہ نہیں۔ ۲۔ مرتد ہو جانا (العیاذ باللہ) چونکہ عشر میں عبادت کا معنی پایا جاتا ہے اور مرتد عبادت کا اہل نہیں ہے۔ لہٰذا عشر ساقط ہو جائے گا۔ (۳) پیداوار کے موجود نہ ہونے کی صورت میں مالک کا بلا وصیت مر جانا۔ البتہ اگر پیداوار موجود ہو تو اس میں سے عشر نکالا جائے گا یا اگر چہ پیداوار موجود نہیں ہے لیکن مالک مرتے وقت ادائیگی عشر کی وصیت کر گیا ہے۔ تو اجراء وصیت کے قواعد کے مطابق ایک تہائی مال میں سے عشر ادا کیا جائے گا۔ (۴۱)

عشر کے متفرق مسائل:۔ مسئلہ: جن خاردار درختوں کے سبز کانٹوں پر شبنم کی طرح ترنجبین گرتی ہے اگر وہ عشری زمین میں ہوں تو ترنجبین پر بھی عشر واجب ہے۔ البتہ درختوں کے پتوں وغیرہ پر گرے تو عشر نہیں ہے۔ (۴۲)

مسئلہ: عشری زمین کے غیر مملوکہ درختوں جیسے پہاڑوں وغیرہ کے درخت کے جو پھل اکٹھے کئے جائیں، ان کا عشر ادا کرنا بھی واجب ہے۔ بشرطیکہ حکومت کی محافظت میں ہوں یعنی اہل حرب، باغیوں اور ڈاکوؤں سے اس کی حفاظت کرتی ہو نہ کہ عام مسلمانوں سے کیونکہ پہاڑوں اور جنگلات کے غیر مملوکہ درختوں کے پھل مباح الاستعمال ہیں۔ لہٰذا مملکت کے عام مسلمانوں کو بھی اس سے منع کرنا جائز نہیں۔ (۴۳)

مسئلہ: وہ درخت جو بذات خود مقصود نہیں بلکہ پھل کے لئے وہ درخت لگائے جاتے ہیں، ایسے درختوں کی لکڑی پر عشر نہیں۔ ایسے ہی اس درختوں سے جو گوند وغیرہ نکلتی ہے اس میں بھی عشر نہیں۔ صرف اس سے حاصل ہونے والے پھلوں میں عشر ہوگا۔ (۴۴)

مسئلہ: وہ بیج جو صرف زراعت ہی کے کام آتے ہیں یا صرف دوا کے کام آتے ہیں۔ ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ جیسے تربوز کے بیج، اجوائن اور کلونجی وغیرہ (۴۵)

مسئلہ: مکان کے اندر اگر کوئی چیز اگائی گئی ہو اس پر عشر نہیں ہے اسی طرح قبرستان میں کچھ اگا تو اس میں بھی عشر نہیں ہے۔

مسئلہ: عشری زمین کی جس پیداوار پر عشر نہیں ہے اگر زراعت سے وہی مقصود بالذات ہو تو اس کا عشر ادا کرنا بھی ضروری ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارومدار قصد وارادہ پر ہے۔ (۴۷)

مسئلہ: اگر عشری زمین کو کسی نے کھیتی سمیت فروخت کیا یا صرف کھیتی کو فروخت کیا اور ان دونوں صورتوں میں کھیتی تیار ہو چکی تھی تو اس کا عشر بائع یعنی بیچنے والے پر ہوگا۔ اور اگر کھیتی تیار نہیں ہوئی تھی اور مشتری نے اسی حالت میں اسے کاٹ دیا تو اس کا عشر بھی بائع پر ہوگا۔ اور اگر مشتری نے خرید کر کھیتی کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پک کر تیار ہوگئی تو اس کا عشر مشتری یعنی خریدنے والے پر ہوگا۔ (۴۸)

مسئلہ: اگر زمین کسی کافر کو عاریت پر دی جائے تو اس کا عشر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک معیر (عاریت پر دینے والا) ادا کرے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک کافر مستعیر (عاریت پر لینے والا) ادا کرے گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر چہ کافر مستعیر ادا کرے گا لیکن دوگنا عشر ادا کرے گا۔ (۴۹)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے عشری زمین غصب کرلی اور اس میں زراعت کی تو اگر اس کی زراعت نے زمین میں کچھ نقصان پیدا کردیا ہے۔ تو مالک اس کا تاوان لے گا اور اس کا عشر بھی مالک ہی کے ذمہ ہوگا۔ اور اگر غاصب کی زراعت سے زمین میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوا تو اس کا عشر غاصب ادا کرے گا۔ (۵۰)

مسئلہ: ادائیگی عشر سے پہلے اگر پیداوار فروخت کردی تو حکومت کی طرف سے وصولی عشر کے لئے مقرر کردہ شخص کے لئے جائز ہے چاہے تو مشتری سے عشر وصولی کرے اور چاہے تو بائع سے۔ اور اگر بائع نے اس کو زائد قیمت پر فروخت کیا اور مشتری نے اس پر تا حال قبضہ نہیں کیا ہے تو مصدق کو اختیار ہے چاہے پیداوار کا عشر وصول کرے اور چاہے جس قیمت پر فروخت کیا ہے۔ اس کا عشر (دسواں حصہ) وصول کرلے۔ ظاہر ہے کہ جب زائد قیمت پر فروخت کرنے کی صورت میں مصدق کو یہ اختیار ہے تو جب مناسب قیمت پر فروخت کیا ہو تو بطریق اولیٰ اسے یہ اختیار حاصل ہوگا۔ البتہ اگر بائع نے بہت کم قیمت پر فروخت کیا ہے تو پھر مصدق صرف پیداوار کا عشر یا اس کی

بازاری قیمت وصول کرلے گا۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ پیداوار مشتری یا بائع کے پاس موجود ہو۔ اگر وہ پیداوار بائع نے ختم کردی ہے تو مصدق اسی جیسی پیداوار کا عشر یا اس کی بازاری قیمت وصول کرے گا اور اگر مشتری نے پیداوار ختم کرڈالی ہے تو مصدق بائع یا مشتری کسی سے بھی عشر کا ضمان لے سکتا ہے۔(۵۱)

مسئلہ: اگر انگوروں کا رس نچوڑ کر فروخت کیا تو اس رس کی حاصل کردہ رقم سے عشر لیا جائے گا۔(۵۲)

مسئلہ: عشر نکالنے سے پہلے پیداوار کا استعمال جائز نہیں الا یہ کہ ادائیگی عشر کا عزم مصمم ہو۔(۵۳)

مسئلہ: گنے کے رس میں عشر واجب ہے اس کے چھلکے میں نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب گنا اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کی قیمت سب سے کم قیمت مکیلی چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے تو عشر واجب ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک جب گنا اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کا رس پانچ من ہو جائے تو عشر واجب ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چونکہ وجوب عشر کے لئے کوئی نصاب شرط نہیں ہے اس لیے گنا کم ہو یا زیادہ، عشر بہر حال واجب ہے۔(۵۴)

مسئلہ: نہروں، تالابوں اور دریاؤں کے کنارے جو درخت ہوتے ہیں۔ ان میں عشر نہیں ہے۔(۵۵)

مسئلہ: کسی مسلمان نے اپنی عشری زمین کسی کافر ذمی کے ہاتھ فروخت کی لیکن بطور شفعہ کسی دوسرے مسلمان نے لے لی تو یہ زمین بدستور عشری رہے گی۔(۵۶)

مسئلہ: کسی مسلمان نے عشری زمین ذمی کے ہاتھ ''بیع فاسد'' کے ساتھ فروخت کی، لیکن بیع کے فاسد ہونے کے باعث وہ زمین اسی بیچنے والے کو واپس کردی گئی تو یہ زمین بدستور عشری رہے گی۔(۵۷)

مسئلہ: کسی مسلمان نے کسی ذمی کے ہاتھ عشری زمین فروخت کی اور اس بیع میں مسلمان نے اپنے لئے ''خیار شرط'' رکھا۔ بعد میں ''خیار شرط'' کے باعث زمین واپس لے لی۔ یا مشتری نے ''خیار رویت'' کے طور پر واپس کردی۔ یا مشتری نے ''خیار عیب'' کی وجہ سے قضاء قاضی کے بعد واپس کی تو ان صورتوں میں زمین بدستور عشری ہی رہے گی۔ البتہ اگر خیار عیب کی وجہ سے بلا قضاء قاضی واپس کو تو عشری زمین خراجی بن جائے گی۔(۵۸)

مسئلہ: زفت (تارکول) اور رقیر (ایک ایسا مادہ جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے) کے چشمے اگر عشری زمین میں نکل آئیں تو ان میں عشر نہیں ہوگا۔۵۹)

مسئلہ: مزارعت فاسدہ میں اگر بیج مالک کا ہے تو عشر بھی مالک پر عائد ہوگا اور اگر بیج مزارع کی کی طرف سے ہے تو یہ اجارہ والی صورت بن جائے گی۔ اور اجارہ کی صورت میں بقول مفتی بہ عشر مستاجر کے ذمہ ہوگا۔۶۰)

مسئلہ: وہ ریشم جو کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے اس میں عشر نہیں ہے اگرچہ ان کی خوراک عشری زمین میں پیدا ہونے والے درختوں کے پتے ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ پتوں میں عشر نہیں ہے لہٰذا ان سے پیدا ہونے والے ریشم میں بھی عشر نہیں ہے۔(۶۱)

مسئلہ: اگرکسی مقام پرشہتوت کے پتے کسی اہم کام میں استعمال ہونے کے باعث مقصود قرار پا جائیں جیسا کہ خوارزم وخراسان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے تو ان پر بھی عشر عائد ہوگا۔ درخت، بید کی شاخوں وغیرہ میں بھی اسی بناء پر عشر ہوگا۔ (۶۲)

٬٬

مراجع و مصادر

۱)محمد امین الشهیر بابن عابد ین (المتوفی ۱۲۵۲ھ): ردالمحتار علی الدر المختار ص ۳۲۵ جلد دوم طبع مصر.

۲) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۳)عبدالله بن الشیخ محمد بن سلیمان المعروف بدامادافندی. مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر ص ۲۱۴ جلداول طبع بیروت.

۴)محمد علاء الدین الحصکفی(المتوفی ۱۰۸۸ھ)الدرالمنتقی فی شرح الملتقیٰ علی هامش مجمع الانهر ص ۲۱۵ جلد اول.

۵)ملک العلماء علاء الدین الکاسانی (المتوفی ۵۸۷ھ)بدائع الصنائع ص ۲۵ جلد دوم مطبوعه بیروت.

۶) 〃 بدائع الصنائع 〃 〃 〃 ص ۵۴،۵۵ جلد دوم 〃

۷) 〃 ایضاً 〃 〃 〃 ص ۵۵،۵۶ جلد دوم و ص ۱۳۵ جلد اوّل

۸) 〃 ایضاً 〃 〃 〃 ص ۵۸ جلد دوم

۹) محمد علاء الدین الحصکفی: الدر المختار شرح تنویر الا بصار ص ۳۳۳ جلد دوم طبع مصر (مطبوعه مع رد المحتار)

۱۰) بدائع الصنائع ص ۵۸ جلد دو م مطبوعه بیروت

۱۱) ایضاً ص ۵۷ 〃 〃 〃

۱۲) حسن بن منصور الفرغانی الشهیر بقا ضی خان (المتوفی ۵۹۲ھ)فتاویٰ قاضی خان علی ها مش الهندیه ص ۲۷۰ جلد اوّل طبع ترکی

۱۳) بدائع الصنائع 〃 ص ۵۷ جلد دوم مطبوعه بیروت

۱۴) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۵)محمد امین الشهیر بابن عابدین :ردالمحتا ر ص ۳۳۱ جلد دوم .

۱۶) 〃 〃 〃 ص ۱۸۴ جلد چهارم

۱۷)بدائع الصنائع: ص ۵۸ جلد دوم

۱۸) 〃 〃 〃 〃 〃

۱۹) محمد امین الشهیر بابن عابدین : ردالمحتار ۱۵۸ جلد دوم

۲۰) بدائع الصنائع ص ۵۹ ، ۶۱ جلددوم

۲۱) محمد علاء الدین الحصکفی :الدرالمنتقی علی هامش مجمع الانہر ص ۵ ۲ جلداول

۲۲) عبدالله بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی : مجمع الانہر ص ۲۱۵ جلد اول

۲۳) بدائع الصنائع ص ۶۰ ، ۶۱ جلددوم

۲۴) 〃 〃 〃 〃 〃

۲۵) 〃 〃 〃 〃 〃

۲۶) 〃 〃 〃 〃 〃

۲۷) 〃 〃 ردالمحتار ص ۳۳۴ جلددوم

۲۸) بدائع الصنائع ص ۶۲ جلددوم

۲۹) 〃 〃 〃 〃 〃

۳۰) 〃 〃 〃 〃 〃

۳۱) علامہ زین الدین نجیم (المتوفی ۹۲۹ھ)البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص ۲۵۶ جلد دوم ،طبع بیروت

۳۲) محمد امین الشہیر بابن عابدین :ردالمحتار ص ۳۲۹ جلد دوم

۳۳) 〃 بدائع الصنائع ص ۵۷،۶۲ جلد دوم

۳۴) 〃 〃 〃 ص ۶۳،۶۴ 〃

۳۵) 〃 〃 〃 ص ۶۵،۳۹ 〃

۳۶) 〃 〃 〃 ص ۶۵، ۴۰ 〃

۳۷) 〃 بدائع الصنائع : ص ۶۵، ۴۱ جلد دوم

۳۸) 〃 〃 〃 ص ۶۵ ،۴۳تا ۴۹ 〃

۳۹) 〃 〃 〃 ص ۶۵،۵۰ 〃

۴۰) 〃 〃 〃 ص ۶۵ 〃

۴۱) حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان:فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الهندیه ص ۲۷۶ جلد اوّل

۴۲) محمد امین الشہیر بابن عابدین :ردالمحتار ص ۳۲۵ جلد دوم

۴۳) 〃 〃 فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۶ جلد اوّل

۴۴)

۴۵)

۴۶) ردالمحتار

۴۷) فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل

۴۸) :

۴۹) حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان ؛قاضی خان علی ہامش الہندیہ ص ۲۷۷ جلد اوّل

۵۰) فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل

۵۱)

۵۲)محمد بن محمد المعروف با بن البزاز (المتوفی ۸۲۷ھ):فتاویٰ بزاز یہ علی ہا مش الہندیہ ص ۹۳ جلد چہارم

۵۳) ردالمحتار ص ۳۲۷جلد دوم

۵۴) زین الدین ابن نجیم :البحر الرائق ص ۲۵۶جلد دوم

۵۵) فتاویٰ بزازیہ علی ہا مش الہندیہ ص ۹۱ جلد چہارم

۵۶) ردالمحتار ص ۳۲۹، ۳۳۰ ،جلد دوم

۵۷) محمد امین الشہیر بابن عابدین :ردالمحتار ص ۳۳۰ جلد دوم

۵۸) :

۵۹) :ص ۳۳۱

۶۰) :ص ۳۳۴

۶۱)ابوبکر بن علی بن محمد الحدادا لیمنی (المتوفی ۸۰۰ھ) الجوہرة النیرہ ص ۱۵۵ جلد اوّل

۶۲) محمد امین الشہیر بابن عابدین :العقود الدریتہ فی تنقیح الفتا ویٰ الحامد یہ ص ۱۲ جلد اوّل (طبع بیروت)

"بشکریہ سہ ماہی منہاج (عشرنمبر)

مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ لاہور

تاریخی زمانے: بعض حضرات نے تاریخ کو تین زمانوں میں تقسیم کیا ہے۔
۱۔قرون اولی جوابتداء میں عالم سے سلطنت روما تک ہے ۲۔قرون وسطی جو سلطنت روما کے آخر زمانہ سے قسطنطنیہ کی فتح تک ہے ۳۔قرون آخر وقسطنطنیہ کی فتح سے تاحال۔(تاریخ اسلام)